REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ ۱۷ رجب ۱۳۷۸ھ

فی پرچہ ۱۰؍

جلد ۴۸/۱۳ | ۲۷ صلح ۱۳۳۸ ھش | ۲۷ جنوری ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۳

وقفِ جدید کے متعلق حضور ایدہ اللہ کا ارشادِ گرامی

اور

احبابِ جماعت کا اوّلین فرض

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر احبابِ جماعت کو خطاب فرماتے ہوئے وقفِ جدید کی تحریک کو مضبوط بنانے کا ارشاد فرمایا تھا۔ حضور نے فرمایا:۔

"تحریکِ جدید کو قائم ہوئے پچیس سال ہو چکے ہیں اور وقفِ جدید کے قیام پر ابھی ایک سال کا عرصہ گزرا ہے۔ وقفِ جدید میں شامل ہونے والوں کی درخواستیں برابر چلی آرہی ہیں۔ مگر ابھی یہ تعداد بہت کم ہے میرے نزدیک وقفِ جدید میں شامل ہونیوالوں کی تعداد کم سے کم ایک ہزار ہونی چاہیئے۔ ...... اس سال ۹۰ معلّم وقفِ جدید میں کام کر رہے ہیں۔ اور ستّر ہزار روپیہ کے وعدے جماعت کی طرف سے آئے تھے۔ جو قریباً پورے ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ صیغہ بڑی عمدگی سے اپنا کام کر رہا ہے ...

اگر جماعت وقفِ جدید کی طرف توجہ کرے۔ تو اس سے نہ صرف ہم ملکی جہالت کو دور کر سکیں گے۔ بلکہ بیماریوں کے دور کرنے میں بھی ہم ملک کی مدد کر سکیں گے ...."

وقفِ جدید کو گزشتہ سال جس کامیابی کا منہ دیکھنا نصیب ہوا اس کا سہرا احبابِ جماعت کے سر ہے

مخلصین جماعت نے جس خلوص اور قربانی کا مظاہرہ گزشتہ سال کیا چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ہم گزشتہ سال کی نسبت بہت زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔ لیکن افسوس کہ ہم نے پیارے امام المصلح الموعود کی آواز پر پوری طرح لبیک نہیں کہا۔

گزشتہ سال آج کی تاریخ تک پچاس ہزار روپے کے وعدے موصول ہو چکے تھے۔ اور نقد ادائیگی دس ہزار کے لگ بھگ بلکہ اس سے بھی زائد تھی لیکن امسال آج تک صرف ۲۸ ہزار روپے کے وعدے آئے ہیں۔ اور وصولی نہ ہونے کے برابر ہے ؛

مومن کا قدم ہمیشہ آگے بڑھتا ہے۔ اس لئے احباب کو جلد از جلد دیوانہ وار آگے بڑھ کر وعدے اپنے آقا کے حضور پیش کر دینے چاہئیں ؛

جزاھم اللہ احسن الجزاء

(انچارج دفتر وقفِ جدید ربوہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق دُعا کی تحریک

جیسا کہ احباب کو علم ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو باوجود علالت، کمزوریٔ طبع اور سردی کی شدت کے دینی امور میں ازحد مصروف رہنا پڑتا ہے۔ احباب خصوصیت سے دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے

آمین

اسلامی معاشرے میں تعاون، اخلاص اور قربانی کی اہمیت

اہلِ ربوہ سے محترم جناب چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا پُر اثر خطاب

ربوہ۔ محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب جج عالمی عدالت انصاف ہیگ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام ۲۴ جنوری کو نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں اہلِ ربوہ سے خطاب کرتے ہوئے اسلامی معاشرے کا عملی نمونہ پیش کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ اور اس ضمن میں تعاون اخلاص اور قربانی کی روح کو ہر آن ترقی دے کر اوج کمال پر پہنچانے کی تلقین فرمائی۔ (آپ کے اس پُر اثر خطاب کا خلاصہ آئندہ اشاعتوں میں ملاحظہ فرمائیں)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۵۹ء

فتح اسلام

(۲)

قرب قیامت کے متعلق جو نشانات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بتائے گئے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ایسی احادیث بھی ہیں۔ جن میں اسلام کی دوبارہ فتح کی خبر دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ دجال جب خروج کرے گا۔ تو اس کو ہلاک کرنے والا بھی مبعوث کیا جائے گا۔ جس کے ذریعہ ایک ایسی روحانی تحریک اٹھائی جائے گی۔ جو دجال کی مادی طاقتوں کو شکست دے گی۔ اور حق یہ ہے کہ دجال کے خروج کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں ان کا مطالعہ ان پیشگوئیوں کے ساتھ ساتھ ہی ہونا چاہیئے۔ جو دجال کی ہلاکت اور تجدید و احیائے اسلام کی خبر دیتی ہیں۔ ورنہ انسان کے دل پر ایک غلط تاثر راہ پالیتا ہے کہ دجالی زمانہ کے بعد کوئی اصلاحی زمانہ قیامت تک آنے والا نہیں۔ اور اس طرح مایوسی دلوں پر قبضہ پاکر باعث ہلاکت ہوسکتی ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی طریق اختیار کیا ہے۔ بلکہ آپ نے زیادہ زور فتح اسلام پر دیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ہی وہ مامور ہیں جو اس زمانہ کی دجالیت کا قلع قمع کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اس لئے جن لوگوں نے حضور کا یہ مقام علی وجہ البصیرت تسلیم کرلیا ہے۔ وہ قنوطیت کے شکار نہیں۔ بلکہ وہ پُر امید ہیں۔ کہ دجال خواہ اپنی دنیاوی طاقتوں میں کتنا بڑھ جائے۔ اور کتنے ہی ہلاکت کے سامان مہیا کرلے۔ وہ روحانیت کے اسلحہ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ دجالیت کے گڑھوں میں گھس کر اس کا مقابلہ کررہی ہے۔ اور کامل یقین رکھتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے جلد ہی پورے ہوکر رہیں گے۔ چنانچہ اپنے رسالہ "فتح اسلام" میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا۔ حجتِ قاطع کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچائی کی فتح ہوگی۔ اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"

(فتح اسلام نیا ایڈیشن ص۱)

اس لئے ہم پُر امید ہیں۔ اور اسلام کی فتح کامل کا حق الیقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح دجال کے متعلق پیشگوئیاں آج مسلمہ طور پر حرف بحرف پوری ہورہی ہیں۔ اسی طرح یقیناً مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کا سر صلیب قاتل خنزیر کے متعلق پیشگوئیاں بھی پوری ہورہی ہیں۔ لیکن جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے۔ کہ آسمان چڑھنے سے رکا رہے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہوجائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اسکے ظہور کے لئے نہ کھودیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔ اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے موثر ہو۔ اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاحِ خلائق کے لئے بھیجکر ایسا ہی کیا۔"

(فتح اسلام صفحہ نیا ایڈیشن)

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ۱۹۵۹ء

مورخہ ۱۷ تا ۱۹ اپریل ۱۹۵۹ء

بمقام ربوہ منعقد ہوگی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چالیسویں مجلس مشاورت کا اجلاس ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹ شہادت ۱۳۳۸ہش مطابق ۱۷ تا ۱۹ اپریل ۱۹۵۹ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار بمقام ربوہ ہوگا۔ جماعت ہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا انتخاب کرکے جلد اطلاع دیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت)

درخواستِ دعا

خاکسار کی لڑکی (والدہ عزیز شیخ عبدالخالق اکونٹنٹ الشرکۃ الاسلامیہ) بخار کھانسی اور اسہال کی وجہ سے تین ہفتہ سے بیمار ہے۔ بزرگان سلسلہ درویشان قادیان اور دیگر احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل اور رحمت سے اسے شفا کامل عطا فرمائے۔ خاکسار۔ محمد خان سیٹھی پنشنر حال ربوہ

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور زیادہ سے زیادہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو پڑھنے کیلئے دے۔ جو صاحب استطاعت احمدی اخبار الفضل خود خرید کر نہیں پڑھتا وہ اپنا فرض کما حقہٗ ادا نہیں کررہا۔

اِسلامی معاشرہ

تقریر محترم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء

نوٹ:۔ محترم شاہ صاحب موصوف نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء کے موقع پر مورخہ ۲۷؍دسمبر کے پہلے اجلاس میں یہ تقریر فرمائی:۔

(قسط اوّل)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا ز سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ ۚ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۵

(الفتح رکوع ۴۔ آیت آخری)

(ترجمہ) ”محمد اللہ کے رسول ہیں، اور وہ مومن جو اُن کے ساتھ ہیں کفار کے بالمقابل نہایت مضبوط ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحمت ہیں۔ عقیدے کے لحاظ سے موحد نہایت اور عمل کے لحاظ سے احکام الٰہی کے فرمانبردار۔ وہ اللہ کے فضل اور رضا کی جستجو میں رہتے ہیں۔ ان کی شناخت ان علامتوں سے کی جا سکتی ہے جو سجدہ کے اثر سے ان کے چہروں میں نمایاں ہیں۔ ان کی یہ حالت تورات میں بھی بیان ہوئی ہے اور انجیل میں بھی۔ جو یہ ہے کہ وہ کھیتی کی طرح ہوں گے جس نے پہلے تو اپنی نرم روئیدگی نکالی۔ پھر (جب اس کو آسمانی اور زمینی غذا ملی تو) وہ مضبوط ہو گئی۔ اور اتنی مضبوطی سے اپنی جگہ پر قائم ہو گئی کہ کاشتکار کو بھلی معلوم ہونے لگی۔ اور اس سے کفار مارے حسد کے جلیں گے۔ اللہ نے مومنوں اور ایمان کے مطابق اعمال صالحہ بجا لانے والوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔“

احباب! میری تقریر کا موضوع ”معاشرہ اسلامیہ“ ہے۔ اس مضمون پر مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے گفتگو ہو سکتی ہے۔ یعنی مثبت پہلو سے یہ بتایا جائے۔ کہ اسلامی معاشرہ کی صورت و شکل کیا ہے اور کن قواعد و اصول پر وہ معاشرہ قائم ہے۔ اور منفی پہلو سے یہ بتایا جائے۔ کہ یہ معاشرہ اپنی صورت و شکل میں آج نظر نہیں آتا۔ تو اس کے اسباب کیا ہیں اور اس کا علاج و مداوا کیا؟ دونوں پہلوؤں سے بلحاظ وقت میری گفتگو ہو گی۔

معاشرہ کی تعریف

معاشرہ کے لفظی معنے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ رہنا سہنا اور زندگی بسر کرنا۔ ٹھیٹھ پنجابی میں اس کا نام ”ہل ورتن“ ہے۔ اور یہ لفظ آج کل علمی زبان میں ہیئت اجتماعیہ یعنی سوسائٹی پر اطلاق پاتا ہے۔ جس میں افرادِ بشریہ مل جل کر رہتے ہیں۔ اور ایک معین غرض و غایت، عقیدہ اور طریق کار انہیں باہم ایک دوسرے سے وابستہ رکھے۔ اور کسی ضابطۂ قواعد کے ذریعہ سے اس کے افراد کا ایک دوسرے سے طریق سلوک معین ہو۔ جس سے ہر شخص کو معلوم ہو کہ اکٹھا ہونے کی حالت میں اسے زندگی کس طرح بسر کرنی ہے۔ معاشرہ سے ہی تمدن کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ وہ لفظ جسے تہذیب یا انگریزی میں Civilization کہتے ہیں۔ اور جو لفظ عربی اور اردو میں ثقافت اور انگریزی میں Culture ہے۔ درحقیقت اس کا تعلق فرد اور جماعت کے افکار و اخلاق آداب و کردار اور فنون سے ہی ہے۔ جو اس وقت نمایاں ہوتے ہیں جب افراد آپس میں مل جل کر رہنے لگیں۔ خواہ گھر میں یا مدرسہ میں، یا بازار میں یا کھیتی باڑی میں، یا کسی کارخانہ و دفتر میں، یا بحالت جنگ میدانِ کارزار میں۔ کسی حالتِ سفر و حضر میں جب بھی افراد کو مل جل کر آپس میں تعلقات قائم کرنے کا موقعہ ملے تو اس وقت اُن کے اپنے باہمی تعاون سے ان کے معاشرہ کی صورت قائم ہوتی ہے۔ اگر وہ ابتدائی حالت میں ہیں تو ان کے معاشرہ کی ایک ابتدائی صورت و شکل ہو گی۔ اور اگر وہ ترقی یافتہ حالت میں ہیں اور ان کی ضرورتیں اور ایک دوسرے سے ان کی احتیاج کا حلقہ وسیع ہے تو اسی کے مطابق ان کے معاشرہ کی ہیئت و ترکیب میں وسعت ہو گی۔

جب ہم اسلامی معاشرہ کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد وہ افکار و عقائد اور اخلاق و آداب اور فنون ہیں جن سے ایک مسلمان کا کردار اور اس کے معاشرہ کی صورت و شکل تمدنی حالت میں متعین ہوتی ہے، خواہ گھر کی چار دیواری کے اندر ہو یا باہر۔

اسلامی معاشرہ کے دو وصف

جس آیت کی تلاوت میں نے ابھی کی ہے۔ اس میں معاشرہ اسلامی کے دو بڑے وصف بیان ہوئے ہیں۔ جن سے محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھی ممتاز ہیں۔ اسے پھر دوہرا دیتا ہوں:۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ۔

اشدّآء جمع ہے لفظِ شدید کی جس کے معنے ”نہایت مضبوط“ کے ہیں۔ اس کے معنے ”سخت“ نہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ بیسیوں جگہ استعمال ہوا ہے۔ اور ہر جگہ ہی مضبوطی کے معنوں میں وارد ہے۔ چنانچہ انسانوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰھَا ۵

(النازعات رکوع : ۲۷)

”یعنی کیا بلحاظ پیدائش کے تم مضبوط ہو یا آسمان جسے ہم نے وسعت اور پھیلاؤ میں بلند کیا ہے۔“

آنحضرت صلعم کی شان میں فرماتا ہے:۔

عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْمِرَّۃٍ ۵

(النجم رکوع اوّل ۵۱)

”یعنی انہیں نہایت مضبوط طاقتوں والے نے تعلیم دی ہے۔ اور اس نے بار بار کی تجلی سے آپ کے علم کو پختہ سے پختہ تر کیا ہے۔“

جذباتِ محبت و عداوت، بغض و کینہ کی انتہائی کیفیت بھی اسی لفظ سے بیان کی جاتی ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔

(البقرہ رکوع ۲۰ : ۱)

”یعنی مومن اللہ کی محبت میں نہایت مضبوط ہیں۔“

یہود و مشرکین کی عداوت کے متعلق جو مسلمانوں سے ہے اس کی شدت کے متعلق فرماتا ہے:۔

وَلَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا۔

(المائدہ رکوع : ۸۲)

ایسا حلم و انکسار، تواضع و فروتنی وغیرہ جذبات کی انتہائی صورت بیان کرنے کی غرض سے یہی لفظ شدید اور اشدّ عربی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ہر قوت کی انتہائی حالت کا اظہار اس لفظ سے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّۃً۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ خَلَقَھُمْ ھُوَ اَشَدُّ مِنْھُمْ قُوَّۃً۔ (حٰم سجدہ : ۵۰)

”یعنی زمین میں ناحق تکبر کرنے والوں نے کہا کہ قوت و طاقت میں بڑھ کر ہم سے کون ہو گا؟ کیا وہ دیکھ نہیں سکے کہ اللہ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ بلحاظ قوت و طاقت ان سے بڑھ کر طاقتور ہے۔“

اور اگر یہ لفظ بغیر تمیز اور قید علی الاطلاق استعمال ہو جیسے سورۃ فتح کی آخری آیت میں وارد ہوا ہے تو اس کے معنے ہوں گے ہر جہت و پہلو سے نہایت ہی مضبوط۔ عقیدہ و ایمان کے اعتبار سے، اخلاق کے اعتبار سے، اور اسی طرح ہر قوت کے اعتبار سے، جو اللہ تعالےٰ نے انسان میں ودیعت کی ہے محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں کی مضبوطی انتہائی درجہ میں ہے۔ ان کی بینائی بھی اعلیٰ درجہ کا کام کرتی ہے، اُن کی شنوائی بھی اور ایسا ہی ان کے دل و دماغ کی تمام طاقتیں اور قوتیں نہایت ہی مضبوط ہیں۔

کسی شئے کی مضبوطی یا کمزوری کا علم صرف مقابلہ کے نتائج سے ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے فولاد کی بنی ہوئی تلوار کا پتہ

اس وقت لگتا ہے۔ جب اس کے وار کا اثر اس کے بالمقابل دوسری دھات پر ظاہر ہوتا ہے۔ اگر تلوار دوسری شے کو کاٹ دے اور اس کی اپنی دھار پر کوئی اثر نہ ہو۔ بلکہ جس پر وہ پڑے اس کی کمزوری کا نشان یا دندانوں کی شکل میں چھوڑے گی۔ یا وہ اگر کمزور ہے۔ تو اس کے صدمہ سے وہ بکل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ اس کے ٹکراؤ سے ہی ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اعلیٰ درجے کے فولاد کی بنی ہوئی تلوار ہے۔ یہی بات اشدّاء علی الکفار میں بیان کی گئی ہے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں کا پہلا نمایاں وصف یہ ہے کہ بوقت مقابلہ ان کی طاقتیں اپنی مضبوطی میں اور نتائج کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ ہر خیر و خوبی میں جب بھی ان کا واسطہ کسی شعبۂ زندگی میں غیروں سے پڑتا ہے۔ ان کے ذاتی جوہر نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اور مدمقابل پر فوقیت رکھنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ اپنا اثر ان پر ڈالتے ہیں۔ ان کا بد اثر قبول نہیں کرتے۔

اس ذاتی خوبی کی برکت سے وہ اپنے معاشرہ کی حفاظت کے آپ ذمہ دار ہیں اپنی خداداد قوتوں میں وہ نہایت ہی مضبوط ہیں۔ بودے نہیں، کہ ان کا عقیدہ ایمان اور کردار غیروں کے بُرے اثر سے متاثر ہو۔ کفار کا صیغہ اگرچہ جمع کا ہے لیکن کفر کی انتہائی حالت پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جس قدر کوئی کفر میں انتہائی حالت تک پہنچا ہُوا ہے، اگر ان کا واسطہ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں سے کسی شعبۂ زندگی میں پڑے۔ تو اُن کا پلہ ان پر بھاری ہوتا ہے

دوسرا وصف آپؐ کے ساتھیوں کا یہ بیان ہُوا ہے ۔۔۔ رحماء بینھم۔ وہ آپس میں سراسر رحمت ہیں۔ جیسے رحِم مادر سے پیدا ہوئے بہن بھائیوں کا تعلق محبت و شفقت اور حسنِ سلوک کا ایک دوسرے سے ہوتا ہے۔ ویسا ہی رحمت کا تعلق محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھیوں کا آپس میں ایک دوسرے سے ہے۔ رحمت کے خمیر سے ہی ان کا ایک دوسرے سے رشتہ پیوند اُٹھایا گیا ہے۔ رحماء، رحیم کی جمع ہے۔ جو رحم سے مشتق ہے اور انتہائی درجہ کی محبت و شفقت پر دلالت کرتا ہے۔ لفظ رحماء رحیم کی جمع ہے (رحیم بروزن فعیل) جس کے معنے ایسی محبت و شفقت کے ہیں۔ جو ہمیشہ قائم رہنے والی اور ترقی پذیر ہو۔ جس کا ظہور بار بار ہوتا ہے۔ جس میں دوام اور ترقی پائی جائے۔ لفظ رحماء سے بتایا گیا ہے کہ معاشرہ اسلامیہ کے افراد آپس میں شیر و شکر ہیں۔

غرض اشدّاء اور رحماء کے دو بڑے وصف اسلامی معاشرہ کے بنیادی رکن ہیں۔ اور انہی دو رکنوں پر وہ ضابطہ حیات قائم ہے۔ جو اس معاشرہ کی راہنمائی کرتا ہے۔

اسلامی معاشرہ کا نصب العین

یہ سوال کہ اسلامی معاشرہ کا نصب العین اور اس کی غرض وغایت کیا ہے؟ اس تعلق میں فرماتا ہے۔

یبتغون فضلاً من اللہ و رضوانا ط

یعنی ان افراد کا نصب العین خواہ وہ کفار کے بالمقابل ہوں یا باہمی تعاون کی صورت میں نفسانی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی ہے ۔۔۔ اور اس کا فضل حاصل کرنا ان کا مقصود اعلیٰ ہے۔

مذکورہ بالا دو وصفوں اور غرض و غایت سے معاشرہ اسلامی کی کیفیت کا تصور مجمل طور پر پیش کرنے کے بعد اب میں اس معاشرہ کے خد و خال اختصار سے نمبروار نمایاں کروں گا۔ اور اپنے بیان میں آیات کا حوالہ بھی دوں گا۔ بغیر اس کے کہ ہر آیت کا علیحدہ لفظی ترجمہ کروں وہ بیان ہی انشاء اللہ ہر آیت کی صحیح ترجمانی کرے گا۔ جس کی تصدیق واقعات سے ہوگی۔ اور جس کی تائید اپنے اور غیروں کا مشاہدہ بھی کرے گا۔

(باقی)

درخواست دُعا

پیر صلاح الدین صاحب اے۔ ڈی ایم منٹگمری کی بائیں آنکھ پر ایرائیس کا حملہ ہُوا ہے۔ جس کی وجہ سے سر اور آنکھ میں ناقابل برداشت درد ہوتی ہے اور گھبراہٹ اور بے چینی بھی بہت ہے۔ احباب کرام اُن کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسارہ بیگم صلاح الدین)

ولادت

چوہدری عبدالرزاق خانصاحب وائرلیس کلیننگ ریلوے لائلپور کے ہاں دوسرا لڑکا پیدا ہُوا۔ احباب جماعت نومولود کی لمبی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد طفیل خان واقف زندگی
ایبٹ آباد

جامعہ احمدیہ دُنیا میں تبلیغ اسلام کیلئے ایک بنیادی ادارہ ہے

جماعت احمدیہ کے مخیّر احباب کی خدمت میں ایک گذارش

از مکرم سیّد داؤد احمد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ

احباب کرام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جامعہ احمدیہ کی عمارت ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچی۔ ابھی رہائش گاہ کا حصّہ اسی طرح باقی ہے۔ اس حصّہ کے صحیح حالت میں نہ ہونے کے باعث طلباء کی نگرانی میں سخت دقّت پیش آتی ہے۔ اسی طرح جگہ کی قلّت کی وجہ سے دو تین جماعتوں کے لئے کمرے میسّر نہیں۔ اور انہیں سردی اور گرمی میں باہر بیٹھنا پڑتا ہے۔

یہ ادارہ دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے بنیادی ادارہ ہے۔ کیونکہ یہاں سے تیار کئے گئے مبلغ ہی ساری دنیا میں اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس ادارہ کی فلاح و بہبود خاص طور آپ کے پیش نظر رہنی ضروری ہے۔ اس ادارہ کا انتظام ناقص ہو۔ اور تعلیم و تربیت کے لئے ضروری وسائل میسر نہ ہوں۔ تو جماعت احمدیہ کے آئندہ تبلیغی پروگرام میں نقص ہو جانے کا اندیشہ ہوگا۔

صدر انجمن احمدیہ نے اس کام کے لئے ابتدائی عطیہ دیا ہے۔ اور اجازت دی ہے کہ جماعت کے مخیّر احباب کی خدمت میں درخواست کر کے ضروری رقم فراہم کی جائے۔ لہٰذا میں اس اعلان کے ذریعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں کہ احباب زیادہ سے زیادہ اس نہایت ضروری کام کی طرف توجہ کرتے ہوئے اپنے عطیہ جات ارسال فرمائیں۔

تمام رقوم خاکسار کے نام یا افسر صاحب امانت صدر انجمن احمدیہ کے نام آنی چاہئیں۔ والسلام

(سیّد داؤد احمد پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

غیر موصی اصحاب سے

خدمتِ دیں کا ہے گر شوق سخاوت بھی کریں
کچھ تو اِس طور سے قرآن کی خدمت بھی کریں
دینِ اسلام کی دُنیا میں اشاعت بھی کریں
بیوگان اور یتامیٰ سے مروّت بھی کریں
مال و املاک کا اِک عُشر خدا کو دے کر
لطف آتا ہے مگر آپ وصیت بھی کریں

قاضی عبدالرحمٰن
سیکرٹری مجلس کارپرداز
ربوہ

جماعت احمدیہ بھارت کی طرف سے جمعیۃ العلماء ہند کو تعاون کی پیشکش

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں جماعت احمدیہ کی مساعی

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی ـ منقول از هفت روزه البدر قادیان)

(۳)

ہندوستانی لٹریچر

عام اسلامی تعلیمات اور سیرت مقدسہ کے علاوہ خاص ہندوستانی ماحول کے مطابق بھی جماعت احمدیہ قادیان نے بہت سی کتب شائع کی ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں جب امرتسر میں کانگرس کا سالانہ اجلاس ہوا اور ملک بھر کے اکابر و زعماء وہاں اکٹھے ہوئے تو اس وقت جماعت احمدیہ نے اردو، ہندی، گورمکھی اور انگریزی میں لاکھوں کی تعداد میں ایک کتاب "آسمانی پیغام" شائع کی اور اس اجلاس کے موقعہ پر مفت تقسیم کی۔ اس کتاب میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ احسن طور پر پیش کیا گیا

یہ خدا کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ جن دینی۔ اخلاقی اور ملکی اقدار کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ وہ اقوام عالم کے درمیان رشتۂ محبت قائم کرنے کی بہترین ضمانت ہے۔ جماعت احمدیہ اقوام عالم کو ایک ایسے نقطہ پر جمع ہونے کی تلقین کرتی ہے کہ تعصب و عناد راہ میں حائل نہ ہو تو ہر قوم و ملت کی روایات اس مرکزِ اتحاد کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

تعمیر مساجد

ہر فرد جماعت کو تاریخ کے تلخ یا شیریں واقعات سے سبق لینا چاہیئے۔ تاریخ نے متعدد بار اس امر کی شہادت دی ہے کہ صرف تالیف و تصنیف یا محض کسی ادارے کے قیام سے کسی قوم کی بنیاد مستحکم نہیں ہوتی جب تک کسی ایسے قومی یا اجتماعی مرکز کی بھی تعمیر نہ ہو جس کے ساتھ اس کے قومی شعار وابستہ ہوں۔ اس لئے مذہب کی تاریخ میں چرچ، مندر، گوردوارہ، دیر و آتشکدہ کو ایک مقصدی اور دیرپا اہمیت حاصل ہے۔ عبادت گاہوں سے ایک طرف مذاہب کی عظمت و بزرگی کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری طرف اس علاقہ یا ملک میں ان کے ذریعہ خاموش تبلیغ ہوتی رہتی ہے

اسلام میں مسجد کو یہی اہمیت حاصل ہے بلکہ مسجد تو ایسی عبادت گاہ ہے جس سے صرف خاموش تبلیغ نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک منادی روزانہ پانچ وقت بلند آواز سے لوگوں کو اسلام کے عقاید کی دعوت دیتا رہتا ہے۔

جماعت احمدیہ جب میدان تبلیغ میں آئی تو اس نے اپنے استحکام اور استواری کے لئے اس مذہبی و تاریخی نکتہ کو بھی پیش نظر رکھا۔ اس نے یورپ و امریکہ کے مرغزاروں اور برفانی علاقوں اور افریقہ کے جنگلوں اور صحراؤں میں جا کر صرف لوگوں کو اسلام کی دعوت ہی نہیں دی بلکہ ہر جگہ مساجد کی بنیاد بھی ڈالی گئی۔ چنانچہ آج جماعت احمدیہ یورپ۔ امریکہ اور افریقہ میں اڑھائی سو مساجد تعمیر کر چکی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر	ملک	مساجد
۱	انگلستان	۱
۲	ماریشس	۱
۳	گولڈ کوسٹ	۱۵۱
۴	نائیجیریا	۱۹
۵	امریکہ	۳
۶	مشرقی افریقہ	۳
۷	بورنیو	۳
۸	سیرالیون	۲۵
۹	ملایا	۲
۱۰	ہالینڈ	۱
۱۱	فری ٹاؤن	۱
۱۲	سیلون	۱
۱۳	شام	۱
۱۴	انڈونیشیا	۳۴
۱۵	جرمنی	۱

ان میں سے انگلستان اور ہالینڈ کی مساجد صرف احمدی مستورات کے چندہ سے بنائی گئی ہیں۔ خدا کا فضل ہے کہ یہ ساری مساجد مرکزیت حاصل کر چکی ہیں۔ اور ہم اس یقین سے معمور ہیں کہ ان مساجد سے جوں جوں توحید و رسالت کی آواز بلند ہو گی اسلام کی اشاعت و نشاۃِ ثانیہ کے لئے راستہ ہموار ہوتا جائے گا۔

جمعیۃ العلماء تو ابھی اس مقام سے بہت دور ہے۔ لیکن ہم یہ ضرور عرض کریں گے کہ جمعیت کو اپنے پروگرام میں تعمیر مساجد کو خاص اہمیت دینی چاہیئے۔

درسگاہوں کا قیام

تعلیماتِ قرآنیہ کی اشاعت کا ایک اور مؤثر ذریعہ اسلامی مدارس اور درسگاہوں کا قیام و اجراء بھی ہے۔ یہ درسگاہیں نہ صرف قدیم طرز کی ہوں۔ بلکہ جدید طور کی بھی ہوں۔ ایسی درسگاہوں کے ذریعہ ہم قوم کے نونہالوں کی اسلامی طرز پر تربیت کر سکتے ہیں اور ان کے دل و دماغ میں داخل ہونے کی راہ پا سکتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کا غیر ممالک میں درسگاہیں قائم کرنا بڑا مشکل امر ہے اور خاص کر جماعت احمدیہ کے لئے جو دوسرے مسلمانوں کے مقابل پر تعداد کے لحاظ سے برصغیر ہند و پاکستان میں ۱/۲۰۰ کی حیثیت رکھتی ہے اور بھی دشوار ہے۔ مگر تصرف الٰہی دیکھیئے کہ اس نے اسی مختصر جماعت کو اس کارِ خیر کی توفیق بخشی۔ اور اسی مختصر سے لشکر سے مشکلات کی یہ مہم بھی سر کرائی۔ جماعت احمدیہ نے محض توفیق ایزدی سے غیر ممالک میں دینی درسگاہیں قائم کیں جہاں آج مسلم نومسلم اور غیر مسلم سبھی طبقوں کے طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان مدارس کا قیام واقعی جماعتِ احمدیہ کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔

اس وقت جماعت احمدیہ کی طرف سے بیرون ہند و پاک ۶۶ سکول چلائے جا رہے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

ملک	تعداد	
سیرالیون	۴۰	اسکول
نائیجیریا	۱۰	"
فلسطین	۱	"
سنگاپور	۱	"
مشرقی افریقہ	۱	"
انڈونیشیا	۱	"
غانا (گولڈ کوسٹ)	۱۲	"

تحریک جدید

جماعت احمدیہ کے اولوالعزم امام حضرت بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ نے بیرونی ممالک میں تبلیغی پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے ۳۴ء میں تحریک جدید کا اجراء فرمایا۔ اس تحریک کا مقصد بیرونی ممالک میں تبلیغی عزائم کو کامیاب بنانے کیلئے سرمایہ اور قابل افراد کا پیدا کرنا ہے۔ ساتھ ہی تحریک اس میں حصہ لینے والوں کی اخلاقی و معاشرتی تربیت بھی کرتی ہے۔ ان کو محنت و مشقت اور سادہ زندگی کا عادی بناتی ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے والے سال میں اپنی آمد کا ایک معتد بہ حصہ بیرونی ممالک میں تبلیغ و اشاعت دین کے لئے دیتے ہیں۔ لیکن اس تحریک کا سب سے نمایاں پہلو وقفِ زندگی کا مطالبہ ہے۔

یعنی یہ تحریک جماعت کے تجارت پیشہ اہل علم اور دوسرے طبقوں سے یہ مطالبہ کرتی ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی اشاعتِ قرآن و تبلیغ دین کے لئے وقف کریں۔ آج بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے جتنے مبلغ، مبشر، معلم اور مدارس، مشن اور اسکول چلائے جا رہے ہیں۔ سب اسی "واقفین زندگی" کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی شاخ "تحریک جدید" کو وقف زندگی کے مطالبہ میں حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ آج اس وقت کم از کم ۸۵ واقفین زندگی بیرونی ممالک میں نہایت تندہی سے تبلیغی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے ہر شخص اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور کئی تو ایسے ہیں جو پہلے سرکاری ملازمتوں میں اچھے عہدوں پر فائز تھے۔ مگر جب امام جماعت احمدیہ نے تحریک جدید جاری فرمائی اور وقف زندگی کا مطالبہ کیا۔ تو یہ مخلصین اپنی اعلیٰ ملازمتوں کو چھوڑ کر لبیک لبیک کہتے ہوئے اپنے امام کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور پھر انہیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے دنیا کے کالے یا گورے جس خطّہ میں اشاعت دین کے لئے جانے کا حکم دیا وہ خدا کے آگے سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے چلے گئے اور باقی سینکڑوں واقفین زندگی "فہرست منتظر" میں بہ شوق اور ولولہ دلوں میں لئے انتظار میں ہیں کہ کب ان کا پیارا امام انہیں خدمات دین بجالانے کے لئے حکم دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی یہ قربانی مثالی رنگ رکھتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد تاریخ اسلام میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ایشیا دین عیسوی کی اشاعت کے سلسلہ میں مغرب و امریکہ کا جوش و خروش دیکھ چکا ہے آج ایشیا کے خطہ خطہ میں مسیحیت کے منادی موجود ہیں۔ ہمیشہ چرچ اور بائیبل سوسائٹیوں کی طرف سے دین عیسوی کا یہ پیغام سنایا جاتا ہے "خدا محبت اور محبت خدا ہے"۔ مغرب کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے ایشیا کو محبت اور فلسفۂ الٰہیات سے روشناس کیا۔ ایشیا ابھی نہایت خاموشی سے مغربیوں کا یہ چیلنج سن رہا ہے اگر ایشیا خصوصاً ممالک اسلامیہ کی طرف سے کسی نے اس کا عملی جواب دیا تو وہ صرف جماعت احمدیہ ہے۔ یقیناً جماعت احمدیہ کا یہ تبلیغی کارنامہ اسلامیان عالم کیلئے درس عبرت ہے۔ (باقی)

درخواستِ دعا

خاکسار گذشتہ دنوں بعارضہ نمونیہ سخت بیمار رہا ہے۔ اب خدا کے فضل سے صحت ہے کمزور بہت ہوں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔ جمیل احمد غلہ منڈی ربوہ

شمسی توانائی اور اس کا استعمال

اگر بیسویں صدی کے سائنسدانوں کے تجربات کامیاب رہے تو آئندہ چند برسوں میں شمسی قوت کا دَور شروع ہو جائے گا۔ یہ دَور اتنا عظیم ہوگا۔ کہ برقی اور ایٹمی قوتیں اس دَور کی شمسی قوت کے مقابلہ میں ماند پڑ جائیں گی۔

روز ازل سے سورج انسان کی توانائی کی ضروریات کا مخزن بنا رہا ہے اور اسی لئے انسان کا منتہائے مقصود بھی یہی رہا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح سے اس شمسی توانائی کو تہذیب انسانی کی ضروریات کے مطابق استعمال میں لائے۔ ماہرین علم الشمس کا کہنا ہے کہ اگر شمسی توانائی کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی قابو میں کر لیا جائے تو اس ایک سیکنڈ کی شمسی توانائی سے انسان کی آئندہ بیس لاکھ سال کی ایندھن اور برقی قوت کی ضروریات حل ہو سکتی ہیں۔

حیران کن اعداد و شمار

سورج ایک گھنٹہ میں اتنی حرارت کرۂ زمین پر وارد کرتا ہے جتنی دو سو کھرب ٹن کوئلہ کے جلنے سے ہو۔ اور اگر ایک دن کی حرارت کا حساب لگایا جائے تو یہ ایک سو سنکھ کلو واٹ تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ ایک دن کی حرارت دنیا کے تمام کوئلہ، تیل، قدرتی گیس اور یورینیم وغیرہ کے ذخائر کی مجموعی حرارت سے زیادہ ہے اور یہ حرارت اس مجموعی حرارت سے بھی زیادہ ہے۔ جو آج تک انسانی بازوؤں، ایندھن اور بجلی کے ذریعہ پیدا ہوئی۔ امریکہ دنیا میں ایندھن کے مصارف کے لئے مشہور ہے۔ لیکن اگر امریکہ میں سالانہ نکلنے والے انتھراسائٹ اور کچے کوئلہ سے پیدا ہونے والی حرارت کو پانچ سو گنا کر دیا جائے تو ایک دن میں وارد ہونے والی شمسی حرارت اس سے بھی زیادہ ثابت ہوگی۔

مگر یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ تمام شمسی حرارت یا توانائی زمین پر پڑنے نہیں پاتی۔ ورنہ ہم کب کے بھسم ہو گئے ہوتے۔ کرۂ زمین تک تو اس حرارت کا صرف دو سو کروڑواں حصہ ہی پہنچ پاتا ہے۔ بقایا شمسی حرارت یا تو سیاروں پر چلی جاتی ہے۔ یا خلائے آسمانی میں تحلیل ہو کر اپنا اثر کھو بیٹھتی ہے۔

اگر ایندھن اور بجلی کے مصارف کا موجودہ رفتار کے مطابق تخمینہ لگایا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ سورج ہمیں ایک منٹ میں دس کھرب ڈالر کا ایندھن اور بجلی کی قوت مہیا کرتا ہے۔ اور اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ سورج کرۂ زمین پر نہیں چمکتا۔ تو اس کے نتائج بہت تشویشناک ہوں گے۔ اس حالت میں دنیا کے تمام لکڑی، تیل، قدرتی گیس، یورینیم اور تھوریم کے ذخائر تین دن میں ختم ہو جائیں گے اور زمین ایک بے جان برف کا گولہ بن کر رہ جائے گی۔ جس کا درجہ حرارت صفر سے بھی ۴۶۵ درجہ فارن ہیٹ گرا ہوا ہوگا۔ لیکن خوش قسمتی سے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے سائنسدانوں کی پر اعتماد رائے یہ ہے کہ سورج کرۂ زمین پر دس کھرب سال اور چمکے گا۔ ہاں اگر کوئی امر تشویشناک ہے تو وہ یہ ہے۔ کہ ہم جس رفتار سے ایندھن صرف کر رہے ہیں اسکو دیکھتے ہوئے کوئی عجب نہیں کہ ہمیں ایک نہ ایک دن سورج کی توانائی کی اشد ضرورت پڑ جائے۔

قلتِ خوراک کی وجہ

دُنیا کے بیشتر حصوں میں ایندھن کی کمی مصنوعی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔ اور اس ضمن میں ہندوستان اور پاکستان کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

امریکہ کے مشہور رسالہ "سائنس نیوز لیٹر" (اشاعت نومبر ۱۹۵۴ء) کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں کم آمدنی پانے والے لوگ اپنی ایندھن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اپنے آس پاس کے جنگلات کے درختوں کے پتے چھال اور لکڑی کاٹ لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان علاقوں میں جنگلات میں کمی ہو جاتی ہے اور جن علاقوں میں ایسی سہولتیں میسر نہ ہوں۔ وہاں کے لوگ گوبر کو ایندھن کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستان کی ۸۰ فیصدی آبادی اپنی ایندھن کی کمی گوبر سے پورا کرتی ہے۔ گوبر کی قباحت اور اس کے مضر صحت ہونے کے علاوہ اس سے زراعت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ یہی گوبر اگر کھاد کے طور پر استعمال کیا جائے۔ تو اس سے زمین کی مٹی زرخیز ہو جاتی ہے اور زمین کی پیداوار بڑھ جاتی ہے۔

"سائنس نیوز لیٹر" نے ماہرین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حیواتی گوبر کے ایندھن کے طور پر استعمال کئے جانے کے سبب زمین کی پیداوار میں پچاس فیصد کمی ہو گئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ دنیا کے جن خطوں میں گوبر ایندھن کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ وہاں اکثر خوراک کی قلت محسوس کی جاتی ہے۔ اور قحط آنے لگتے ہیں۔

انسانی کوششیں

ایک مستند سائنس دان وال پام ہیلم نے جو اعداد و شمار مہیا کئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اگر دنیا میں ایندھن موجودہ رفتار سے صرف ہوتا گیا۔ تو دنیا کے تمام کوئلہ۔ گیس اور تیل کے ذخائر ۲۰۲۳ء تک ختم ہو جائیں گے۔ اور اگر انسان ۲۱۰۰ء تک سورج کی شعاعوں کا ایک فیصد حصہ اپنی مشینری چلانے کے کام میں نہ لا سکا تو اسے ایک عظیم آفت سے دوچار ہونا پڑے گا۔

گو سائنسدان گذشتہ دو سو سال سے شمسی توانائی کو استعمال میں لانے کے لئے مسلسل تجربات کر رہے ہیں۔ لیکن اب تک یہ تجربات ابتدائی مراحل ہی پوری طرح سے طے نہیں کر سکے ۱۸۷۸ء میں پیرس کے ایک سائنسدان نے سورج کی شعاعوں کے ذریعہ ایک ایسی طاقت (ہارس پاور) کے برابر برقی قوت حاصل کر لی تھی۔ اور اس کے بعد ہندوستان کے ایک سائنسدان نے ایک شمسی چولہا ایجاد کیا تھا۔ لیکن یہ ایجادات مقبول عام نہیں ہو سکیں۔ بیسویں صدی کے اوائل میں بھی سورج کی شعاعوں سے مختلف قسم کے کام لئے گئے کیلیفورنیا میں کافی عرصہ تک ۱۸ سو انعکاسی آئینوں (ریفلیکٹنگ مررز) کی مدد سے ایک شمسی انجن بیک وقت ایک ہزار گیلن فی منٹ پانی بھی نکالتا رہا اور سو گیلن پانی کی بھاپ بھی بناتا رہا مصر میں بھی محرک انعکاسی آئینوں کی مدد سے آبپاشی کے لئے قوت حاصل کی جاتی رہی۔

منٹگمری میں احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کا قیام

مورخہ ۱۰ جنوری بروز جمعہ مسجد احمدیہ منٹگمری میں انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن کی رسم افتتاح عمل میں آئی۔ مکرم ماسٹر عبدالکریم صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہُوا۔ محترم چوہدری عبدالوحید صاحب قائد مجلس مقامی و ضلع نے ایسوسی ایشن کے قیام کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔ افتتاحی دعا کے بعد ایسوسی ایشن کے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ ازاں بعد ممبران اور بزرگان کی چائے سے تواضع کی گئی۔ چائے کے بعد آئندہ پروگرام مرتب کیا گیا۔

اسماء عہدیداران

۱۔ پریذیڈنٹ :۔ میاں محمد افضل صاحب وائس پرنسپل گورنمنٹ کالج منٹگمری

۲۔ وائس پریذیڈنٹ: ملک برکت اللہ صاحب فورتھ ایئر سٹوڈنٹ۔

۳۔ جنرل سیکرٹری :۔ چوہدری حفیظ الدین منصور۔ سیکنڈ ایئر سٹوڈنٹ

۴۔ جائنٹ سیکرٹری:۔ ملک محمد فہیم صاحب ۔ تھرڈ ایئر سٹوڈنٹ

حفیظ الدین منصور جنرل سیکرٹری

احمدیہ انٹر کالجیئٹ ایسوسی ایشن منٹگمری

دعائے مغفرت

میرے بہنوئی سید محمد افضل شاہ صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے ۸۱ سال کی عمر میں بمقام لاہور ۱۹/۱ کو فوت ہو گئے۔ نعش اسی دن ربوہ لائی گئی۔ ۲۰/۱ کو ظہر کے وقت حضرت اقدس نے باوجود ناسازی طبع جنازہ پڑھا اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے درجات بلند فرماوے۔ آمین ثم آمین

(سردار حسین شاہ دار البرکات ربوہ)

۲۔ مولوی رحیم بخش صاحب کلرک ضلع وار نظام ملتان مورخہ ۱۱/۱ کو اچانک چار پانچ روز بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم نہایت ہی مخلص اور سلسلہ عالیہ کے سچے عاشق تھے۔ ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

(خاکسار عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ ملتان)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے

دُنیا کا سب سے بڑا قید خانہ

برطانوی اخبار LOOK کے خصوصی نامہ نگار مسٹر ولیم آلٹوڈ نے حال ہی میں مشرقی یورپ اور روس کے ان ملکوں کا دورہ کیا تھا جو ان دنوں اشتراکی حکومت کے تحت ہیں۔ ان کے اس مضمون کے ترجمے کی پہلی قسط درج ذیل ہے۔

داستان جو میں بیان کرنے والا ہوں طویل بھی ہے اور خطرناک بھی۔ اس لئے کہ میری ذرا سی بھی غفلت اور بے احتیاطی کی وجہ سے کئی لوگوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے مشرقی یورپ کا چھ ہزار میل کا طویل سفر میں نے اور میری بیوی۔ سیم۔ ۱۸۶۲ نے اپنی سٹیشن ویگن میں طے کیا۔ مشرقی یورپ سے میری مراد ان دس کروڑ باشندوں سے ہے جو جنگ دوم کے بعد سے آج تک۔ اشتراکیت اور پولیس راج کے تحت زندگی بسر کر رہے ہیں

اس سفر کی سب سے بڑی وجہ خروشیف کا وہ اعلان تھا کہ ”آخر کار ایک دن تمام دنیا مارکسی نظام کی حلقہ بگوش ہو جائے گی“ میرے دل میں اچانک یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نظام کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ جس کی نسبت خروشیف اس قدر پُرامید ہیں۔

اس نئی دُنیا کے سفر کی ابتداء وی آنا (آسٹریا) سے تقریباً تیس میل دور سے شروع ہو جاتی ہے جہاں سے کہ ہنگری کی سرحد شروع ہوتی ہے یہاں پہنچنے پر آپ کے سامنے ایک وسیع و عریض علاقہ آتا ہے۔ جس کی سرحدیں بحرۂ اسود سے لے کر بحیرہ بالٹک تک پھیلی ہوئی ہیں، اور جن پر دیدبان (پہریداروں کے لئے مینار) کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ اور جہاں خاردار تاریں ہیں، سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد آپ ایک قدم اٹھا کر دنیا کے اس وسیع ترین قید خانے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ کئی ہفتے بعد اس قید خانہ کے ایک سرکاری افسر نے مجھ سے سوال کیا کہ میری اس دنیا کی نسبت کیا رائے ہے۔ اس کی خوشنودی کے لئے میں نے جواب دیا کہ حالات اس قدر خراب نہیں جتنا کہ امریکی خیال کرتے ہیں۔ یہاں لوگ اچھے کپڑے پہنتے تھے، کھانے کی چیزوں کی بہتات تھی بچے باغوں اور پارکوں میں کھیلتے نظر آتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود یہ ملک ایک قید خانہ سے کم نہ تھا۔ اگلا سوال تھا۔

”آپ نے یہ اندازہ کیونکر لگایا۔ کس نے آپ کو یہ بتلایا تھا“؟

میں نے جواب دیا کہ مجھے کسی شخص نے نہیں بتلایا ہے۔ مگر یہاں کی سرحدیں مجھے قید خانہ کی یاد دلاتی ہیں۔ اور پھر میں نے سرحدوں کی کیفیت بیان کرنی شروع کر دی گفتگو ختم ہوئی۔ اور جب میں نے اس کو خدا حافظ کہا۔ اور جب میں باہر نکل کر روانہ ہونے لگا۔ تو اس افسر نے سرگوشی میں کہا ”آپ ٹھیک کہتے ہیں بالکل ٹھیک“!

یہ شخص ان لوگوں میں سے ایک ہے۔ جس کا اگر میں نام بتلا دوں تو وہ یقیناً موت کی نیند سلا دیا جائے گا۔ لہٰذا میں نہایت احتیاط سے یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ میں اور میری بیوی نے یہ سفر سیاحوں کی حیثیت سے طے کیا۔ چنانچہ ہم نے ہر وہ چیز جو ہمارے میزبان دکھلانا چاہتے تھے خوب دیکھی۔ مگر حالات و واقعات کا علم ہمیں ان لوگوں سے ہوا جو اتفاقاً ہمیں ملے۔ اور جن سے ہم نے باتیں کیں۔ یہ لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ وہ آزادی سے محروم کئے جا چکے ہیں۔ اسی چیز نے ان کے اندر تلخی پیدا کر رکھی ہے۔ چنانچہ یہی تلخی اس روئداد کے بیان میں بھی پیدا ہو گئی ہے میں نے یہ داستان سوال و جواب کے انداز میں بیان کی ہے۔ کیونکہ اس طرح میں بوضاحت کے ساتھ کہہ سکوں گا۔

سوال: ”آپ یہاں کس طرح پہنچے اور کہاں کہاں گھومے“۔

جواب: ”ہم نے پیشگی ڈالر ادا کئے اور سیاحوں کی حیثیت سے ویزا حاصل کر کے اپنا سفر شروع کیا۔ امریکی ہونے کی وجہ سے ہمیں کچھ رعایات بھی دی گئیں۔ اور ہمارے ساتھ سلوک بھی اچھا تھا۔ ہماری نقل و حرکت پر کوئی خاص پابندی نہ تھی۔ ہنگری میں ہمارا گائیڈ۔ ”پارٹ ٹائم“ تھا۔ بلگیریا چیکوسلوویکیا اور پولینڈ میں ہم بالکل آزاد تھے۔ رومانیہ میں ہمارا رہنما ہمارے ساتھ ہی رہتا تھا۔ مشرقی جرمنی میں ہمیں عبوری ویزا (TRANSIT VISA) ملا۔

ہر ملک میں ہم نے تقریباً چھ دن بسر کئے ان میں سے تین دن ہم شہروں میں رہے اور تین دن دیہات میں۔ راہنما کا حاصل کرنا ضروری نہ تھا۔ البتہ اس صورت میں پولیس کی گاڑی ہمارا تعاقب کرتی رہتی تھی“۔

سوال: اشتراکی ممالک میں داخل ہونے پر کونسی چیز آپ کی توجہ اپنی طرف کھینچتی ہے؟

جواب: ”موٹر کاروں کی کمی۔ موٹر سائیکل ٹرک اور گھوڑا گاڑیاں عام طور پر سفر کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ شہروں میں نصف کے قریب لوگ پیدل سفر کرتے ہیں اشتراکیت نے ٹریفک کا مسئلہ یوں حل کیا ہے کہ موٹروں کی قیمت اس قدر بڑھا رکھی ہے کہ ان کا خریدنا ایک بہت بڑا مسئلہ بن کر رہ گیا ہے۔ عالمگیر قسم کی بے کیفی ہر وہ چیز جو بیس سال سے زیادہ عمر کی ہے۔ فرسودہ اور زردیدہ ہے اور بیس سال سے نئی نئی ہر چیز گھٹیا ہے پارکوں اور باغوں میں گھاس پھوس اگ رہا ہے۔ عام عمارتیں بوسیدہ ہیں۔ روشنی کا انتظام خراب ہے۔ پراگ چیکوسلواکیا کے۔۔۔ مقام کے علاوہ مغربی ممالک کے مقابلہ میں ان ملکوں کے شہروں میں رات کے وقت سڑکوں پر تقریباً تاریکی ہوتی ہے ہر طرف ایک قسم کی بے کیفی اور بے رنگی طاری ہے۔ حکومتی سٹورز ایک ہی قسم کے ہیں۔ تجارت میں کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ چنانچہ عام صنعتی پیداوار میں کوئی ترقی نہیں ہوتی ہے۔ چیزوں کو شیشے کی الماریوں میں رکھنا یا اشتہار دینا بالکل عنقا ہے۔ اشتہار بازی صرف کمیونسٹ پارٹی کے پراپیگنڈا کے لئے وقف ہے یا پھر روس کے ساتھ دوستی پر زور دیا جاتا ہے۔

گرم جوشی اور گہما گہمی کی عدم موجودگی کی وجہ سے ہر طرف جمود نظر آتا ہے۔ گویا زندگی چلتے چلتے رک گئی ہے۔ ریستورانوں میں خاموشی رہتی ہے۔ لوگ پژمردہ اور مضمحل نظر آتے ہیں۔ ایسے ماحول میں غیر ملکی ہمیشہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہ ہنگامہ برپا کرتے ہیں اور قہقہے لگاتے ہیں۔ پراگ (چیکوسلوویکیا) میں ایک رات ہم نے دیکھا کہ کچھ نوجوان ہاؤ ہو میں مصروف ہیں باہر نکلے۔ تو ہم نے تعاقب کیا اور ہمارا اندازہ درست نکلا۔ یہ فرانسیسی سیاح تھے۔

سوال۔ کیا آپ خود کو خوف زدہ محسوس کرتے تھے؟

جواب۔ امریکی سیاح اس وقت تک محفوظ ہیں۔ جب تک وہ پُلوں اور سرحدوں کی تصاویر نہ لیں۔ اپنے قیام کے دوران میں ہم اس بات سے واقف ہو گئے تھے کہ ہمارے کمروں میں خفیہ طور پر بجلی کے تار لگا دیئے گئے تھے۔ جن کے ذریعہ ہماری اندر کی گفتگو باہر سنی جا سکتی تھی۔ اس پر ہم نے بھی سرگوشی اختیار کی۔ بخاریہ میں ایک افسر نے مجھ سے کہا کہ میں پریس کانفرنس میں اپنے تاثرات بیان کروں۔ شرارت سے اسی شام میں نے اپنے کمرے میں لگے ہوئے خفیہ مائک پر یہ تاثرات بیان کر دیئے۔ اگلے روز کوئی رپورٹر نہ آیا۔ جب میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو مجھے بتلایا گیا کہ وہ کسی اور جگہ مصروف ہیں۔ اصل بات یہ تھی کہ انہوں نے مائک پر میری تمام تقریر سن لی تھی اور اب پریس کانفرنس کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

مشرقی جرمنی میں غیر ملکی کرنسی کا اعلان نہ کرنے پر مجھے جرمانہ کیا گیا۔ پولینڈ میں ایک ہجوم کی تصویر لینے کے جرم میں مجھے اور میری بیوی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس پر ان کا ایک افسر بہت ناراض ہوا۔ اور ہم کو رہا کر دیا گیا۔ ان باتوں سے ظاہر ہوا کہ ایک امریکی ان ممالک میں زیادہ آزاد ہے۔ کم از کم اس اشتراکی سے جو امریکہ جاتا ہے۔

سوال: کیا ایک امریکی ہونے کی وجہ سے عام لوگ آپ سے دوستی کا اظہار کرتے تھے یا نہیں؟

جواب:۔ ان ممالک کے عوام ہم سے ملے جلے جذبات کے ساتھ ملتے تھے۔ ان میں محبت۔ تعجب۔ مسرت اور خوشی شامل تھی۔ ان کا سلوک کافی محبت آمیز تھا۔ راستہ دریافت کرنے پر اکثر ایسا ہوا کہ ہم کو ہماری منزل مقصود تک پہنچا دیا گیا۔ سامان کو تالا لگانے کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے کہ امریکی کی چوری نہیں کی جاتی ہے۔ جب تک ان لوگوں کو ہمارے غیر اشتراکی ہونے کا یقین نہیں ہوتا تھا۔ وہ لوگ ہم سے ملنے سے گریز کرتے تھے۔ مگر جب ان کو یقین ہو جاتا تھا کہ ہم اشتراکی نہیں ہیں۔ تو پھر محبت امڈ آتی تھی۔ مثلاً بلگیریا کی ایک لڑکی نے کہا:۔

”امریکہ ہمارے لئے قوس قزح کی حیثیت رکھتا ہے“

ہنگری میں ایک گاؤں کی عورت نے میری بیوی کے ہاتھ دبائے اور جب ہم رخصت ہونے لگے تو اس عورت کی آنکھیں نم آلود تھیں۔

”مجھے آپ لوگوں سے محبت ہے“

سوال۔ روس کے متعلق دوسرے اشتراکی ملکوں کے عوام کا کیا خیال ہے؟

جواب:۔ میری کار کو درست کرتے وقت مستری نے کہا ”آپ کی کار کل تیسرے پہر تیار ہو جائے گی۔ خوش قسمتی سے آپ روسی نہیں ہیں ورنہ تین دن لگتے“۔

رومانیہ میں ایک فوٹو گرافر کی بیوی نے اپنے کتے کا نام ”نیشیا“ رکھا تھا۔ میں نے کہا ”لائیکا کیوں نہیں“ اس نے جواب دیا۔ ”ہرگز نہیں“ اور اس جواب میں نفرت چھلک رہی تھی۔ ان ممالک میں روسیوں کو کوئی شخص پسند نہیں کرتا۔ اس لئے کہ جنگ کے بعد روسیوں نے ان ممالک کو بہت بری طرح لوٹا تھا۔ اس کا رد عمل عوام میں موجود ہے۔

پاکستان نہری پانی کے متعلق بھارت کا منصوبہ مسترد کر دیگا

بھارتی تجاویز عالمی بینک کی طے کردہ بنیاد کے منافی ہیں

کراچی ۲۶ جنوری۔ نہری پانی کی بات چیت کے تازہ ترین رجحانات سے باخبر ذرائع نے اس امر کی جانب اشارہ کیا ہے کہ پاکستان، بھارت اور عالمی بنک کی گفت و شنید میں جو آجکل واشنگٹن میں جاری ہے۔ پاکستان اس منصوبے کو مسترد کر دے گا۔ جو بھارت کی جانب سے پیش کیا گیا ہے۔

ان حلقوں کے بیان کے مطابق بھارتی منصوبہ ۱۹۵۴ء میں بنک کی جانب سے پیش کردہ اصل منصوبے اور ۱۹۵۶ء کی یادداشت کے منافی ہے۔

باخبر ذرائع نے اس امر پر زور دیا ہے کہ بنک کا ۱۹۵۴ء کا اصل منصوبہ اور ۱۹۵۶ء کی یادداشت اب بھی پاکستان اور بھارت کی موجودہ بات چیت کی بنیاد ہے جو عالمی بنک کے زیر اہتمام جاری ہے۔

بھارت نے ان تجاویز کو جو "لندن پلان" سے موسوم ہیں مسترد کرنے کے بعد ایک نیا منصوبہ پیش کیا ہے۔ یاد رہے کہ لندن پلان پاکستانی انجینئروں نے عالمی بنک کی مقررہ بنیاد پر تیار کیا تھا۔

یہاں کے باخبر حلقوں نے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ اس قومی امکان کے پیش نظر کہ پاکستان بھارتی منصوبہ مسترد کر دے گا۔ صرف یہی چارہ کار باقی رہتا ہے کہ ۱۹۵۴ء کے منصوبے اور ۱۹۵۶ء کی یادداشت کی دستاویزوں کی بنیاد پر عالمی بنک خود کوئی منصوبہ پیش کرے۔

صرف ایک بہانہ

یہاں کے باخبر حلقوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ بھارت نے لنڈن پلان کے کثیر مصارف کو بہانہ بنا کر اسے ناقابل عمل قرار دینے کا موقف صرف اس لئے خواہ مخواہ اختیار کیا ہے کہ بنک نے اپنے اصل منصوبے میں پانی کی تقسیم اور اس کے استعمال کے لئے تعمیرات (لنک نہروں، بیراجوں اور ذخیرہ گاہوں) کی جو تصریح کی تھی۔ اس سے توجہ ہٹ جائے۔ اس منصوبے میں یہ گنجائش بھی رکھی گئی تھی کہ بھارت تین مشرقی دریاؤں کے پانی کی کمی پوری کرنے کے لئے تعمیرات کے مناسب اخراجات ادا کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو ان دریاؤں کا پانی مستقل طور پر اس کے تاریخی استعمال کنندہ یعنی پاکستان کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

یہاں کے باخبر حلقوں نے بتایا ہے کہ بھارت نے اپنے نئے منصوبے میں (جس پر ان دنوں واشنگٹن میں بات چیت ہو رہی ہے) بنک کے اس بنیادی اصول کی مکمل طور پر خلاف ورزی کی ہے کہ بھارت تین مغربی دریاؤں سندھ۔ جہلم اور چناب کے پانی میں کوئی دست اندازی نہیں کرے گا جن کا پانی صرف پاکستان کے استعمال اور استفادہ کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

یہاں کے حلقوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ بھارت اگر لنڈن پلان کے تحت تعمیرات کے لئے اپنے حصے کے اخراجات ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو وہ اس کا پابند ہے کہ مشرقی دریاؤں سے پاکستان کو پانی کی مسلسل بہم رسانی کی ضمانت دے۔

یہاں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حکومت پاکستان اس امر پر مزید بات چیت کے لئے تیار ہے کہ آیا لنڈن پلان میں مجوزہ تعمیرات کافی ہیں اور ان کے مصارف کتنے ہوں گے۔ بلکہ وہ اس پر بھی آمادہ ہے کہ کوئی مفاہمت کنندہ یا ثالث اس امر کا فیصلہ کر دے کہ اخراجات میں ہر فریق کا کتنا حصہ ہونا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے پاکستان کا موقف ہمیشہ یہی رہا ہے کہ وہ نہری پانی کے تنازع کے ہر پہلو پر مفاہمت یا ثالثی۔ جو بھی بھارت پسند کرے کے لئے تیار ہے۔ مگر یہاں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ بدقسمتی سے بھارت اس مرحلہ پر یہ تجویز قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہا جاتا ہے کہ مفاہمت یا ثالثی قبول کرنے پر بھارت کی عدم رضامندی کی تہ میں اس کی یہ خواہش کارفرما ہے کہ آگے چل کر وہ دنیا پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب کچھ نہیں ہو سکتا

جامعہ احمدیہ کا سالانہ تقریری مقابلہ

ربوہ۔ آج مورخہ ۲۶/۱/۵۹ کو جامعہ احمدیہ کا سالانہ تقریری مقابلہ ساڑھے چھ بجے شام جامعہ کے ہال میں منعقد ہو رہا ہے۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت فرما کر طلبہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس علمی)

اعلانات نکاح

میری لڑکی رضیہ سلطانہ کا نکاح ہمراہ منظور علی بی۔ ایس سی ابن مولوی حامد علی صاحب بھاگلپور بہار۔ ہند۔ بعوض پانچ ہزار حق مہر اور میرے لڑکے محمد زکریا اسمٰعیل بی۔ ایس سی کا نکاح ہمراہ آصف جہاں بنت کرنل ڈاکٹر سید شاہ محمد قمر الہدیٰ صاحب بعوض سات ہزار حق مہر اور میری لڑکی آمنہ اسمٰعیل کا نکاح ہمراہ ڈاکٹر سید شاہ شوکت احمد ایم۔ بی بی۔ ایس ابن کرنل ڈاکٹر سید شاہ محمد قمر الہدیٰ صاحب بعوض سات ہزار حق مہر حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بتاریخ ۲۳ جنوری ۱۹۵۹ء قصر خلافت میں پڑھا۔

احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو مبارک کرے۔

(میجر) محمد اسمٰعیل ایم۔ اے لیکچرار جامعہ نصرت۔ ربوہ

نوٹ:۔ مکرم میجر محمد اسمٰعیل صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پندرہ روپے بطور اعانت الفضل دیئے ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ (مینجر الفضل)

جامعہ احمدیہ ربوہ کی سالانہ کھیلوں کا پروگرام

۲۶ جنوری بروز سوموار

- ۳-۴۵ افتتاح
- ۴-۰۰ تا ۴-۴۵ فٹ بال
- ۶-۳۰ تا ۸-۳۰ شام۔ تقریری مقابلہ (ہال جامعہ احمدیہ)

۲۷ جنوری بروز منگل

- ۹-۰۰ تا ۹-۳۰ دوڑ ۱۰۰ گز، دوڑ ۴۰۰ گز
- ۹-۴۰ تا ۱۰-۱۵ لانگ جمپ و ہائی جمپ
- ۱۰-۱۵ تا ۱۰-۳۰ گولہ پھینکنا و کلائی پکڑنا۔
- ۱۰-۳۰ تا ۱۲-۳۰ رنگ پیڑ و والی بال و پیڑ
- ۱۲-۳۰ تا ۱-۳۰ وقفہ برائے نماز
- ۱-۳۰ تا ۱-۴۵ دوڑ جونیئرز
- ۱-۴۵ تا ۲-۳۰ کبڈی (〃)
- ۲-۳۰ تا ۳-۳۰ والی بال سٹاف و طلبہ
- ۳-۳۰ تا ۴-۴۵ بیڈمنٹن

۲۸ جنوری بروز بدھ

- ۹-۰۰ تا ۱۰-۰۰ فٹ بال (جونیئر)
- ۱۰-۰۰ تا ۱۱-۰۰ والی بال
- ۱۱-۰۰ تا ۱۲-۰۰ کبڈی
- ۱۲-۰۰ تا ۱-۰۰ کراس کنٹری ریس
- ۱-۰۰ تا ۲-۰۰ وقفہ برائے نماز
- ۲-۰۰ تا ۲-۳۰ والی بال اولڈ بوائز و طلبہ
- ۲-۳۰ تا ۲-۴۵ دوڑ سٹاف و اولڈ بوائز
- ۲-۴۵ تا ۳-۰۰ دوڑ تین ٹانگ
- ۳-۰۰ تا ۳-۳۰ سائیکل ریس
- ۳-۳۰ تا ۴-۱۵ روک دوڑ
- ۴-۱۵ تا ۴-۳۰ چینی کھیل
- ۴-۳۰ تقسیم انعامات

مسعود احمد جہلمی
معتمد الالعاب جامعہ احمدیہ